



LGS GROUP OF COLLEGES

A PROJECT OF LAHORE GRAMMAR SCHOOL

Sheet # _____

Name: Rida Fatima Class: 1-year Roll No. _____
Subject: Urdu Test No. WT- Date: 19.11.2024

A	B	C	D	A	B	C	D	A	B	C	D	A	B	C	D	Marks Obtained	
1				6				11				16					
2				7				12				17					
3				8				13				18					
4				9				14				19					
5				10				15				20					

اردو اسائنمنٹ

سوال نمبر 1

خلاصہ: مصنف ماما: غلام عباس

جنوری کی ایک شام ایک خوش پوش نوجوان ڈیوس روڈ سے گزر کر مال روڈ پر پہنچا اور چرنگ کراس گارڈ کر کے پڑھی پرچلے لگا۔ یہ نوجوان تراش فراش سے خاصا فیشن ایبل لگتا تھا۔ نوجوان کے بال چمکتے ہوئے، موچھیں باریک، سر پر سبز فلیٹ ٹیٹ اور سفید سٹک کا گلو سبز پینے ہوئے تھا۔ وہ ایک یا تو کوٹ کی جیب میں اور دوسرے میں بیڈ کی بھڑی گھاتا ہوا مال روڈ پر پہنچا۔

یہ بپتے کی شام تھی، مگر پورے حادثے کا زمانہ، لیکن نوجوان پر اس کا کچھ اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اس کے طور انوار اس طرح کے تھے کہ تانگے اور ٹیکسی والے اس کے پاس اکر رکتے اور یہ نوجوان انہیں "نو تھینک یو" کہہ کر دفعہ کر دیتا ہے۔ مال کے بارونق حصے میں پہنچنے پر اس کی چونچالی میں افنا فہ ہوتا جا رہا تھا۔ نوجوان لارنس گارڈن کی طرف جانے کی بجائے سیرھا چرنگ کراس کی طرف چلتا رہا۔ وہ جیب سے دھواں نکال کر بار بار بہترے پر پھر تاتارے اکر کچھ گرد جم گئی ہو تو صاف ہو جائے۔ گھاس کے ایک ٹرڈ پر پیسے کیل میں مگن تھے، لیکن اس کے بار بار دیکھنے پر وہ شرما کر ہنسنے ہوئے دیاں سے چلے گئے۔ نوجوان کی نظر سمیٹ کی ایک خالی پنج پر پڑی اور وہ اس پر

آکر بیٹھ گیا۔ مال روڈ پر سواریوں کے علاوہ وہ پیل چلنے والوں کا نشانہ بن رہا تھا۔ یوا تھا اور سڑک کے دونوں طرف خرید و فروخت کا بازار گرم تھا۔

وہ نزدنے والے پر شخص کا مشاہدہ کر دیا تھا۔ اس کی وجہ خاص طور پر ان لباس پر مرکوز تھی۔ وہاں پر وضع اور تلاش کے لوگ تھے۔ زیادہ تر لوگ نے ادور کڈٹ پہن رکھے تھے۔ اس کا وہ پنا اور کڈٹ تھا تو پرانا مگر مہارت سے سلا ہوا تھا۔ ایک لڑکا پان بڑی کا منہ وچم گلہ ملبے والے سطل سے گزرا۔ نوجوان نے اسے اتنی دے کر سگریٹ خریدا۔ سگریٹ کے کش لگانے لگانے کے بعد وہ پھر مال روڈ پر چلنے لگا اور مرگشت کرتا ہوا ایک دستوران کے باہر سگڑا جہاں آدسٹراخ دیا تھا۔ راستے میں ایک بک اسٹال پر دکا۔ نوجوان شوق سے کتابیں اٹھا کر دیکھتا رہا۔ پھر وہ ایک قابیل کی دکان میں داخل ہوا اور ان کی قیمت پوچھی۔

اب وہ پائی کورٹ کی عمارتوں کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ اتنا چپنے کے بعد بھی وہ تازہ دم تھا۔ جیسے ہی وہ سڑک پار کرنے لگا ایک لادی بگولے کی طرح اسے روندتی ہوئی میفلوڈ روڈ کی طرف نکل گئی۔ جس وقت اسے ایک کار میں ڈال کر ہسپتال پہنچایا گیا، اس میں ابھی دمق بھر جان باقی تھی۔ اسے آپریشن روم میں لے جایا گیا۔ مرجن اور زسجن نے اپنے تجربہ کو سرجری کے تقابلوں سے ڈھانپ لیا اور نوجوان کے پردے اتارنے شروع کیے۔ اس کا سفیر سلک کا گلوبز اتارنے کے بعد سب پرانے دھو لکے کیونکہ شیپ فیمیری نے تھی۔ کوٹ کے نیچے ایک بوسیرہ ادنی سویٹر اور ملا کچیا۔ بنیان تھا۔ پتلون کی یہ حالت غنی نہ بن اور لکسوٹے غائب تھے۔ دونوں گھٹنوں پر سے پردا مسک گیا تھا۔ بوٹ پرانے ہونے کے باوجود تھک رہے تھے۔ مگر ایک پاؤں کی جراب دوسرے پاؤں کی جراب سے بالکل مختلف تھی۔ دونوں جرابیں چھٹی ہوئی تھیں اور ان میں سے نوجوان کی میلی ایڑیاں نظر آ رہی تھیں۔

اس کا جسم سب مرمر کے میز پر بے جان پڑھا تھا اور اس کا چہرہ جو تیل پھٹ کی طرف تھا کپڑے اتارنے میں دیوار کی طرف مڑ گیا تھا۔ جیسے وہ اپنے بھینوں سے آنکھیں

چرا دیا ہے۔ اس کے ادور کوٹ کی مختلف جیبوں سے سیاہ
لٹکا، ایک دو سال، ساڑھے چھ آنے، ایک بچا ہوا مادر کھاسٹریٹ
ایک چھوٹی سے ڈائری، مائے گرام فون دیواروں کی ایک میلان
فرست اور کچھ اشیاں برآمد ہوئے۔ افسوس کہ اس کی بیوی کی چھری
جو حادثے کے دوران میں یہی کھو گئی تھی، اس فرست میں شامل
نہ تھی۔

سوال نمبر 2

شعیب : السلام علیکم !

عمیر : والیکم السلام !

شعیب : عمیر ! دیکھ رہے ہو کہ ایک عظیم ہستی سے کتنا ادنیٰ رویہ

عمیر : برتا جا رہا ہے۔

شعیب : یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آج بھارے معاشرے

سے اساتذہ کا احترام اٹھ چکا ہے۔

شعیب : دیکھو ! یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے استاد سے "لنگو" کا۔ بالکل

بائنصیب، بے ادب بے نصیب کے مصداق یہ طلبہ کیا

حاصل کریں گے۔

عمیر : اساتذہ کی بے ادبی کرنے والے طلباء میں سے، میں نے اکثر

کو دھکے پی کھاتے دیکھا ہے۔

شعیب : استاد وہ کسی ہے کہ جس نے نیا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

جیسا کہ ظفر علی خاں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے

فرمایا تھا کہ بیٹا استاد کا احترام کر دو کہ وہ ہستی ہے جس

نے مستقبل تشکیل دینا ہے۔

عمیر : علامہ اقبال رضی اللہ عنہ فرمایا تھا کہ

توں آں شاہ نہ علی بر قوت کبوتر نشین مبارک د

دتر جمعہ : کہ اے استادِ عترم آپ دہ ہستی میں کہ آپ کے علی پر

اگر کبوتر اگر بیٹھ جائے تو جب اڑے گا وہ کبوتر نہیں ہوگا بلکہ

شاہیں ہوگا

شعیب : اساتذہ کو تو وہ مقرر ہے کہ جس کے صنفوں بننے

فرمایا: "بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔"

عمر: مافی و حال کے شاعر کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو امام عظیم

ابو حنیفہؒ نے ساری زندگی اپنے استاد کے گھر کی طرف پاؤں

بیش چلائے۔ حضرت علیؑ جسی عظیم شخصیت اور اسلام میں

سلطنت کے خلیفہ ہیں، لیکن یہودی کو دیکھ کر کہ جس سے ایک

لفظ پٹھا تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔

شعیب: استاد تو وہ سنی ہے جو اپنے سینے میں چھپا علم طالب علم کے

حوالے کرتی ہے۔

عمر: دوست! لیکن صد براہیوں سے بڑھ کر براٹی تو ہمارے معاشرے

میں پھیل چکی ہے اور وہ ہے استاذہ کی ناقدی

کو طالب استاذہ کی ڈانٹ سے کر بھر جاتے ہیں۔

استاذہ کی ڈانٹ کا براہی ہمارا چاہیے وہ جو کرتے ہیں ہمارے

بھلائی کے لیے کرتے ہیں۔

شعیب: لیکن آج کے طلبہ استاذہ کے احترام کو کلوی خاطر میں

دکھتہ اور یہ ایک ایسا گھٹیا فعل ہے جو طلبہ کو تیس ہنس کر دیتا

ہے۔

عمر: پتا ہے نہیں آج کل کے طلبہ کیا سمجھتے ہیں۔ شاہرہ

استاذہ کے مقام سے واقف ہیں یا نہیں۔

شعیب: واقف تو خوب ہیں لیکن بعض ارادوں میں خود

اعتمادی کی آرٹ میں اس زبان دراز کیا جاتا ہے۔

عمر: بس اخرا ہمارے تو جوانوں کو مفل دے اور اسے احترام

استاذہ کی تو فنیق دے۔

شعیب: آمین

رد و فوں جماعت میں داخل میں گئے